تبصرے

"حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین" مولانا ابوالحسن زید فاروقی، تقطیع متوسط ضخامت ۲۵۶ صفحات، کتابت وطباعت اور کاغذ اعلیٰ قیمت مجلد -/15 پتہ: شاہ ابوالخیر اکاڈمی، شاہ ابوالخیر مارگ نئی دہلی ــ ٦

حضرت مجدد الف ثانی پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن یہ کتاب اپنی نوعیت میں منفرد ہے کیوں کہ اس کے فاضل مصنف اسی مجددیہ سلسلہ کے بلند پایہ عالم، محقق اور وسیع النظر بزرگ ہیں۔ پھر قلم میں بڑا اعتدال اور غضب کی سنجیدگی اور متانت ہے۔ بڑے سے بڑے اشتعال کے موقع پر بھی شرافت و نجابت خامہ کا دامن ہاتھ سے نہیں جاتا۔ یہ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ حصہ اوّل میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی اور خاندانی حالات علمی و عملی اور ظاہری و باطنی کمالات، تصنیفات و تالیفات اور تجدیدی کارناموں اور خدمات کا مفصل اور ایمان افروز تذکرہ ہے۔ اس ضمن میں حضرت مجددؒ نے شریعت و معرفت کے بعض نہایت دقیق مسائل مثلاً توحید وجودی و شہودی وغیرہ پر جو کلام کیا ہے اس کی گتھی سلجھاتے گئے ہیں، اس سلسلہ میں مولانا نے ایک طرف شیخ اکبر، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسری جانب حضرت مجددؒ ان کے اختلافات پر جو کلام کیا ہے وہ نہایت بصیرت افروز اور دلپذیر ہے، دنیا کے تمام بڑے انسانوں کی طرح حضرت مجدد کے مخالف بھی تھے۔ یہ دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جن کی مخالفت ایمان داری سے کسی غلط فہمی پر مبنی تھی اور دوسرے وہ جو جہالت کوتاہ بینی اور مسلکی عناد و تعصب کے باعث حضرت مجدد سے بغض رکھتے تھے۔ کتاب کے دوسرے حصہ میں ان دونوں قسم کے مخالفین کا ذکر کر کے اس کے اعتراضات کے تشفی بخش جوابات دیئے گئے ہیں اس سلسلہ میں تعجب ہے مولانا نے

شیخ محب اللہ الہ آبادی کا تذکرہ نہیں کیا جو دارا شکوہ کے پیر اور شیخ اکبر کے نہایت غالی معتقد ہیں۔ انھوں نے اپنے متعدد رسالوں میں وحدت الوجود کے مسئلہ پر حضرت مجدد پر کئی جگہ سخت تنقید کی ہے۔ مولانا نے مآخذ کی بڑی طویل فہرست دی ہے لیکن اس میں پروفیسر محمد اسلم کی کتاب "تحریک مجدد الف ثانی کا تاریخی پس منظر کا ذکر نہیں ہے۔ حالاں کہ اس موضوع پر یہ بہت بڑی اہم کتاب ہے۔ بہرحال اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ اپنے موضوع پر یہ نہایت جامع محققانہ اور بڑی بصیرت افروز کتاب ہے۔ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی نے اس پر دلچسپ مقدمہ لکھا ہے۔ اسی کتاب کا مطالعہ ہم فرما و ہم ثواب کا مصداق ہوگا۔

ظہور الاسلام از مولانا وحید الدین خاں، تقطیع متوسط ضخامت ۱۹۹ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، قیمت ۱۲/، پتہ: مکتبۃ الرسالہ جمعیۃ بلڈنگ، قاسم جان اسٹریٹ، دہلی۔ 110006

جیساکہ مصنّف نے خود کہا ہے یہ مربوط و منظم کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ چند منتشر مضامین کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً لکھے گئے ہیں۔ ظہور الاسلام کا تعلق صرف پہلے مضمون سے ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تاریخ عالم کا سب سے بڑا روحانی اور اخلاقی انقلاب ثابت کیا گیا ہے، باقی مضامین متفرق عنوانات پر ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا کردار و طریق کار، اسلام کی حقیقت، قرآن و سنت کی روشنی میں، قرآن ایک دائمی معجزہ کی حیثیت سے، اسلام ایک ابدی مذہب اور طریق زندگی ہے۔ اس کے بعد سائنس کے تقاضے اور ان کے مطابق افکار اسلامی کی تشکیل جدید پر مختلف عنوان کے ماتحت اظہار خیال کیا گیا ہے۔ موصوف کہنہ مشق مصنف اور پختہ قلم مقالہ نگار ہیں۔ مطالعہ اور غور و فکر کے عادی ہیں، جو بات کہتے ہیں دماغ سے اتار کر شستہ زبان میں کہتے ہیں۔ اس لیے ان کی تحریریں پر از معلومات اور اثر انگیز ہونے کے باعث پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہوتی ہیں، لیکن افسوس ہے کہ فکر اور قلم دونوں میں اعتدال و توازن نہیں ہے۔ تنقید پر آتے ہیں تو اسلامی تاریخ پر پانی پھیر دیتے ہیں اور کسی ایک صدی میں مسلمانوں

نے جو علمی اور عملی کارنامے انجام دیئے ہیں ان تک کے منکرین جاتے ہیں اس بنا پر موصوف کے انکار و خیالات میں ہم آہنگی باقی نہیں رہتی، اب اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں ان گنت اسلامی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر ایسی کتابیں تقریباً صفر کے درجہ میں ہیں جن میں تعبیری اور کلامی بحثوں کے بغیر اسلام کو ویسا ہی بیان کیا گیا ہو جیسا کہ وہ اپنے متن میں ہے، ص ۱۸۷، اس کے بعد پھر لکھتے ہیں پچھلے سو برس میں ہمارے یہاں بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے بہت سی کتابیں بجائے خود قیمتی بھی ہیں مگر دور جدید کے اعتبار سے ان کی افادیت محض جزوی ہے کیوں کہ وہ بیشتر خطیبانہ نثر کا نمونہ ہیں ص ۱۹۵؟ لائق مولف کو معلوم ہونا چاہیے کہ گول مول اتنا بڑا دعویٰ بغیر دلیل کے کر دینا ہرگز اس کتاب کے شایان نہیں ہے جس کے متعلق علمی ہونے کا سرورق پر دعویٰ کیا گیا ہو، اب تضاد ملاحظہ کیجیے، ایک جگہ لکھتے ہیں۔ قدیم طریقہ میں استدلال کی بنیاد تمامتر قیاسی منطق ہوا کرتی تھی۔ مگر اب رسائنس کے دور میں، قیاسی منطق بے قیمت ہوگئی ہے ص ۱۹۵" سوال یہ ہے کہ قرآن مجید میں، ذات و صفات باری تعالیٰ، نبوت و رسالت، توحید، حشر و نشر، جنت و دوزخ، ان سب چیزوں کے اثبات کے لیے مشاہدہ اور تجربہ کے علاوہ منطقی قیاس رقیاسی منطق نہیں، Deduction And Induction سے بھی کام لیا گیا ہے، تو پھر مصنف کے بہ قول قرآن کے اس طریق استدلال کی کیا قیمت رہے گی؟ دوسری جگہ لکھتے ہیں: بیسویں صدی کے نصف آخر میں پہلی بار یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ دنیا کا مروجہ فکری ڈھانچہ (یعنی سائنٹفک طریق استدلال) اور قرآن کا فکری ڈھانچہ دونوں ایک ہوگئے ہیں، ص ۱۸۵ اب یہ مذکورہ بالا دونوں عبارتیں پڑھیے اور فرمائیے کہ اس میں تطبیق کی کیا شکل ہے؟ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان مسائل میں مصنف کے دماغ میں گنجلک ہے اور خیالات واضح نہیں ہیں۔ علاوہ اریں بعض جگہ غلط بیانی بھی ہے مثلاً ص ۱۸۵ پر اسلام کے معنی Realism رحقیقت پسندی، لکھے ہیں حالاں کہ اسلام کے

معنی Submission یعنی اطاعت وخود سپردگی ہیں، صفحہ ۱۲۳ پر حضرت یعقوب نے بعض چیزوں سے جو پرہیز کرنا شروع کر دیا تھا، مصنف نے اس کو دین کا لبگاڑ کہا ہے حالاں کہ یہ صحیح نہیں ہے، کیوں کہ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ "کل الطعام کان حلاً لبنی اسرائیل۔ الاٰیۃ بنی اسرائیل کی رعایت سے خدا نے خود ان چیزوں کو حرام کردیا تھا حضرت شاہ ولی اللہ نے اس پر حجۃ اللہ البالغہ میں بڑی عمدہ بحث کی ہے۔ پھر صفحہ ۲۹ پر حضرت ابو ذر غفاری کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے، مصنف نے کوئی حوالہ نہیں دیا جس سے معلوم ہوتا کہ اس کا ماٰخذ کیا ہے؟ بہرحال اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ ابن السوداء عبداللہ بن سبا کا لقب تھا اور یہ شخص یہودی تھا۔ خلافتِ عثمانی میں مسلمان ہوا اور اس کے بعد ہی شام میں حضرت ابوذرؓ سے اس کی ملاقات ہوئی، اس بنا پر اگر ابن السوداء یہی ہے تو پھر اس کو صحابی لکھنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

مزید براں اس کتاب کا ایک بڑا نقص یہ بھی ہے کہ اس میں بہت سے مواقع پر تو حوالے سرے سے ہیں ہی نہیں اور اگر ہیں بھی تو اکثر جگہ نامکمل ہیں یعنی کتاب کا نام ہے تو جلد صفحہ اور مصنف کا نام غایب ہے اور انگریزی کے مقولے اور عبارتیں جو کتاب میں جگہ جگہ ہیں۔ ان میں سے تو کسی کا کوئی حوالہ مذکور ہی نہیں۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ مصنف نے براہ راست کتاب نہیں دیکھی بلکہ ادھر ادھر اخبارات میں ان مقولوں کو پڑھ کر اپنی بیاض میں نقل کر لیا ہے، "تاکہ داشتہ آید بکار" اس سے کتاب کا علمی وقار گر جاتا ہے۔

بہرحال ان چند مسامحتوں اور فروگذاشتوں سے قطع نظر، کتاب مجموعی حیثیت سے پر از معلومات اور فکر انگیز ہے اور اسی لیے مطالعہ کے لائق!

فہرست کتب اور ادارہ کے قواعد وضوابط

مفت طلب فرمائیے

جنرل منیجر ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی

اشتہار

خریدار اور ممبران حضرات کو یہ معتبر اطلاع دی جا رہی ہے کہ

ماہ جنوری ۱۹۷۵ء سے حلقہ معاونین عام کا شعبہ ختم کر دیا گیا تھا۔ کچھ

پرانے ممبران اور خصوصی تعلقات ہونے کی بنا پر اب تک یہ سلسلہ تھوڑے

اضافہ کے ساتھ چلتا رہا۔

پہلے اس قدر دقتیں اور مشکلات نہیں تھیں حالات کی پیچیدگیاں اور

کاغذ کی بے پناہ مہنگائی یعنی اقتصادی بحرانی کیفیت کے پیش نظر مراعات

کا یہ سلسلہ بالکل ختم کر دیا گیا ہے اس لیے کارکنان ادارہ معذرت

پیش کرتے ہیں کم سے کم پچاس روپے کا حلقہ رکھا ہے اس سلسلہ میں استدعا

ہے کہ آپ معاونین عام والے حضرات پچاس روپے والے شعبہ معاونین

کے ممبر بن جائیں اور مزید اپنے حلقہ احباب میں اس کی سعی فرمائیں۔

عمید الرحمٰن عثمانی جنرل منیجر ندوۃ المصنفین و رسالہ

برھان دہلی۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

انتخاب الترغیب والترہیب

مصنفہ :۔ الامام الحافظ زکی الدین المنذری

انتخاب و ترجمہ وتشریح : ازمولانا محمد عبداللہ طارق

نیک اعمال کے اجر وثواب اور بد عملی پر زجر وعتاب کے موضوع پر ایک نہایت جامع ومستند اور مقبول عام کتاب جس میں نیک اعمال اور اچھے اخلاق کے فضائل اور انعامات صحیح حدیثوں سے لکھے گئے ہیں۔ حدیثوں کے عربی متن کے ساتھ آسان زبان میں ترجمہ اور مختصر تشریح۔ خود پڑھیے گھروں میں پڑھوائیے اور مسجدوں کے مجمعوں میں سنوائیے۔

اس کتاب کی تین جلدیں چھپ کر قبول عام حاصل کرچکی ہیں چوتھی جلد زیر کتابت ہے عمدہ لکھائی چھپائی اور سفید کاغذ

جلد اوّل بلا جلد۔ قیمت   جلد دوم بلا جلد قیمت

جلد سوم بلا جلد قیمت:

(جنرل منیجر)

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶...۱۱